CHECKED

سنہ ۱۳۰۹

لقد کان فی قصصہم عبرۃ لاولی الالباب

الحمد للّٰہ والمنۃ کہ درین زمان میمنت اقتران در
اوراق سعادت توامان این کارنامہ نادر وقعات غریبہ یعنی

تواریخ عجیبہ

موسوم بہ

سوانح احمدی

مولفہ جناب منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری بعد نظر ثانی و تصحیح تمام
جناب مولوی امجد علی صاحب دہلوی سلمہ اللہ القوی

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد

قیمت فی جلد ... جلد ۱۰۰۰ ... ۱۰۱

احمداللہ صاحب اور مولوی فیاض علی صاحب و مولوی یحییٰ علی صاحب و مولوی اکبر علی صاحب ہر چہار پسران مولوی الٰہی بخش صاحب نے بڑے حضرت کے ہاتھ پر بیعت کی اور مولوی عبدالکریم پانچوین بیٹے آپکے یہان پیدا ہوئے - مولوی عبدالکریم موصوف ابھی چند مہینے کے تھے کہ آپکی بیوی حیدرآباد والی کا انتقال ہو گیا - اِس عرصہ مین مولوی الٰہی بخش صاحب والد مولوی احمداللہ صاحب بھی آپکی بیعت سے مشرف ہو چکے تھے تب مولوی الٰہی بخش صاحب نے اپنی بیوہ دختر کا جسکے شوہر مولوی قمرالدین صاحب معرکۂ بالاکوٹ مین شہید ہو چکے تھے نکاح ثانی مولوی ولایت علی صاحب سے کر دیا - یہ سب سے پہلا نکاح ثانی تھا جو عظیم آباد کے شریف اور نامی خاندانون مین ہوا - اِس نکاح کا بڑا شور و غل عظیم آباد و اُسکے اطراف مین ہوا - اِس نکاح کے بعد بڑے حضرت نے اِس سُنّت نکاح ثانی کو خوب جاری کیا اور ہزارون بیوہ ون کے نکاح کرا دیے - مولوی محمد حسن صاحب مرحوم شمس العلماء آپکے چھوٹے بیٹے اسی نکاح ثانی البطن صبیہ مولوی الٰہی بخش صاحب سے پیدا ہوے - مولوی محمد حسن صاحب ابھی چند مہینے کے تھے کہ مولوی ولایت علی صاحب مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحییٰ علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب پسران مولوی الٰہی بخش صاحب کو ساتھ لیکر بالاکوٹ کو تشریف لیگئے اور یہان مکان پر اپنے چھوٹے بھائی مولوی فرحت حسین صاحب کو اپنا جانشین مقرر کر گئے اور مولوی عبداللہ صاحب اپنے بڑے صاحبزادہ کو بھی ساتھ لیگئے اور سب عیال و اطفال کو یہین چھوڑ گئے - بالاکوٹ مین پہنچکر معلوم ہوا کہ مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت تین برس سے مہاراجہ گلاب سنگھ والی کشمیر سے کارزار مین مصروف تھے - بڑے حضرت کے پہنچنے پر منجھلے حضرت نے سارا کارخانہ جہاد کا بڑے حضرت کے سپرد کر کے آپنے مع جملہ مجاہدین کے بیعت امارت آپکے ہاتھ پر کر لی - وہان پہنچکر ڈیڑھ برس تک آپ بھی گلاب سنگھ کے ساتھ جنگ مین مصروف رہے - اس اثنا مین ملک پنجاب گورنمنٹ انگریزی کے تصرف مین آگیا تھا - جب مہاراجہ گلاب سنگھ کا بہت سا ملک مجاہدین کے قبضہ مین آگیا اور وہ تاب مقابلہ کی نہ لا سکا تو اوّل اُسنے مولوی صاحب سے صلح کی درخواست کی - مولوی صاحب نے فرمایا کہ ہماری تیری کچھ دشمنی نہین ہے مگر تو ہمارے بھائی مسلمانون کو جو تیری رعایا ہین تکلیف دیتا ہے اور آزادانہ طور پر عبادات اور رسومات مذہبی ادا کرنے نہین دیتا اسواسطے بوجہ ہمدردی اور حمیت اسلامی بپاس خاطر اُن مظلومون کے ہم تجھ سے لڑتے ہین سو تو مثل رعایاے انگریزی کے اُنکو آزادی دے اور اذان اور گاؤکشی وغیرہ اپنے ملک مین علانیہ ہونے دے یا تو اسلام قبول کر پھر ہم سارا ملک مفتوحہ تجھکو واپس دیکر تا زیست تیری چاکری مین رہینگے - اُسنے بوجہ تعصب اور نخوت کے اِن شرطون کو قبول نہین کیا اور وہان سے مایوس ہو کر

سرکار انگریزی کی طرف رجوع کرکے اعانت کا خواہان ہوا۔ اُسوقت گورنمنٹ انگریزی نے ایک خط بنام
مولوی ولایت علی صاحب اور مولوی عنایت علی صاحب اس مضمون کا لکھا کہ گلاب سنگھ نے سرکار
انگریزی سے معاہدہ کیا ہے اور بموجب اُس معاہدہ کے اب وہ گورنمنٹ انگریزی کی حمایت مین ہے
اسوقت اُس سے لڑنا عین گورنمنٹ سے لڑنا ہے لہذا تمکو چاہیئے کہ اب اُسکے ساتھ لڑائی بھڑائی مت
کرو۔ اس تحریر کے تھوڑے دن بعد انگیو صاحب اور لمھزن صاحب دو افسر مع کسی قدر فوج کے واسطے
اعانت مہاراجہ گلاب سنگھ کے بھیجے گئے۔ اُنہون نے اُس ملک کے ایک کنارہ پر اپنے لشکر کا قیام
کرکے ترغیب و تحریص اُس ملک کے لوگون کو مجاہدین سے برگشتہ ہونیکی کرکے ایک روز مقررہ مین
سارے ملک مفتوحہ مین غدر کرا دیا اُس روز جا بجا اُنکے عمال اور اہالیان پولیس قتل کیئے گئے اور سید
ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ جو اصل معاون مجاہدین کا تھا وہ بھی بیوفا ہو گیا تب مولوی صاحبون
نے اُس ملک کو ترک کرکے سوات کے ملک مین سید اکبر شاہ صاحب کے پاس جانا چاہا مگر بالاکوٹ
سے سوات تک جانے مین راستہ کے اندر انگریزی عملداری پڑتی تھی اسواسطے ان حضرات نے
افسران فوج انگریزی سے جو وہان موجود تھے سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر جانیکی اجازت
چاہی اُنہون نے خوشی سے اس درخواست کو منظور کرکے یہ اقرارنامہ لکھکر بھیجدیا کہ با امن و امان آپکو
سرکار انگریزی کی عملداری سے گذر کر ملک سوات مین جانیکی اجازت ہے تب یہ دونو حضرات مع لشکر
مجاہدین اور روہیلون کے جو انکی نوکری مین تھے ملک کاغان یعنی بالاکوٹ سے بجانب سوات روانہ
ہوکر جب سرکاری عملداری مین پہنچے تو فوج انگریزی نے اُنکا محاصرہ کر لیا اور وہ افسران فوج جنہون نے
با امن و امان عملداری انگریزی سے عبور کرانیکا وعدہ کیا تھا فوج انگریزی سے تبدیل ہو گئے اور موجودہ
کمانڈر فوج انگریزی نے اُس عہدنامہ کو اس دلیل سے کالعدم کر دیا کہ اُن افسرون کو ایسا عہد کرنیکا اختیار
حاصل تھا کیونکہ اُنہون نے اپنی رائے سے یہ عہد کیا تھا اور گورنمنٹ انگریزی کی منظوری حاصل نہین کی
تھی اسواسطے اُسکی تعمیل ہمپر ضروری نہین ہے۔ اُسوقت مجاہدین اور فوج روہیلہ لڑنے کو تیار تھی مگر مولوی
ولایت علی صاحب نے اپنی عادل گورنمنٹ سے لڑنے کو قرین مصلحت نہ سمجھکر اطاعت افسران سرکار
انگریزی کی اختیار کر لی۔ اُن افسرون نے اُنکو بجائے جانے سوات کے (مع لشکر مجاہدین) طرف لاہور
کے روانہ کر دیا۔ راہ سے بہت سے مجاہدین خفیہ طور پر خلاف مرضی ان حضرات کے فرار ہوکر ملک سوات
کو چلے گئے اور بمقام ستھانہ جاکر مقیم ہو گئے۔ یہ مجاہدین مقیم ستھانہ قریب تین سَو آدمیون کے تھے اور میر
اولاد علی صاحب نام ایک بڑے دلاور اور شجاع آدمی انکے امیر اور افسر تھے۔ یہ دونو حضرات مع فوج و

توپخانہ وغیرہ سامان جنگ کے زیر نگرانی افواج انگریزی کے لاہور مین پہنچے - اُن ایام مین جان لارنس صاحب
بہادر چیف کمشنر ملک پنجاب کے تھے - چیف کمشنر صاحب بہادر نے دو منزل آگے بڑھکر مولوی صاحبون کا
استقبال کیا اور نہایت گرمجوشی سے اُنکو لاہور مین لائے اور بہت تعریف اور مدح شجاعت اور ہمدردی
ان حضرات کی کرکے ضامن شاہ رئیس بالاکوٹ پر بوجہ اُسکی بیوفائی کے بہت نفرین کی اور بعد بہت
سی گفتگو کے درمیان جان لارنس صاحب بہادر اور ان دونو حضرات کے یہ بات قرار پائی کہ یہ دونو
حضرات مع ہندوستانی مجاہدین کے اپنے وطن کو واپس جائین اور تمامی اسلحہ جات مع توپخانہ سرکار
انگریزی کے ہاتھ فروخت کرکے اُسکی قیمت سے روہیلون کی بقایا تنخواہ دیکر اُنکو برخاست کردین - اسوقت
صرف قریب پانسو مجاہدین کے آپکے ساتھ رہ گئے تھے - سر جان لارنس صاحب بہادر نے ایکروز گورنمنٹ
انگریزی کی طرف مولوی صاحبون کو مع کُل مجاہدین کے دعوت کی دوسرے روز صاحب ممدوح نے
خود اپنے خرچ سے سارے قافلہ کی دعوت کی تیسرے روز مولوی رجب علی صاحب نے جو میر منشی چیف کمشنر
پنجاب کے تھے دعوت کی - بعد اسکے اپنے خرچ سے سرکار انگریزی نے باہتمام و اکرام مولوی صاحبون کو
مع بقیہ مجاہدین کے پٹنہ تک پہنچا دیا +

جب یہ حضرات پٹنہ مین پہنچے تو اوّل صاحب کمشنر پٹنہ کی کوٹھی پر تشریف لیگئے - اُس روز تمام شہر
آپکے دیدار کے واسطے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر حاضر تھا - صاحب کمشنر نے بڑے تپاک سے باہر نکلکر آپکا
استقبال کیا اور اندر لیجاکر کرسیون پر بٹھایا اور فرمایا کہ گورنمنٹ کا حکم ہے کہ آپ دونو آدمیون سے دو دو
سو روپیہ کا مچلکہ میعادی دو برس کا لیا جائے اُسیوقت دو مچلکے تحریر ہوکر داخل ہوگئے پھر وہان سے
آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو تشریف لے آئے اور بدستور سابق وعظ اور نصائح اور مراقبہ مشاہدہ
مین مصروف ہوگئے - بڑے حضرت کا دستور تھا کہ بعد نماز صبح خود لوگون کو توجّہ دیتے اور نو آموز لوگ
واسطے تعلیم کے حوالہ مولوی فیاض علی صاحب اور مولوی یحیی علی صاحب اور مولوی اکبر علی صاحب کے
کئے جاتے اور بعد نماز ظہر درس ہوتا اور مولوی عبد اللہ صاحب پسر کلان حضرت کے قاری ہوتے اور دوسرے
سب طلبا اور علما اور فضلا ایک ایک تفسیر یا کتاب حدیث جسکا سبق ہوتا اپنے اپنے ہاتھون مین لیکر
بیٹھتے اُسوقت صدہا مرید واسطے سُننے اس درس کے جمع ہوتے نماز ظہر سے نماز عصر تک یہی مشغلہ رہتا
بعد چند ماہ کے مولوی عنایت علی معروف بہ منجھلے حضرت دوسیر بنگالہ کو تشریف لیگئے - اس اثنا مین مع لوکر
اکبر علی صاحب فرزند خورد مولوی الٰہی بخش صاحب کا بعارضہ وبائی انتقال ہوگیا اُنکی بیوہ کا جو صاحبزادی
خورد شاہ محمد حسین صاحب کی تھی بعد انقضائے ایام عدّت کے منجھلے حضرت سے نکاح ثانی ہوگیا -

یہ دوسرا نکاح ثانی اس عالی خاندان میں تھا جو بڑی دھوم دھام سے سرانجام پایا۔ اُس روز تمام اہل برادری اور مرید جمع ہوئے اور ولیمہ کی دعوت کی گئی۔ اِس نکاح میں دو سنت نبوی پر عمل ہوا ایک تو سنت نکاح ثانی۔ دوسرے یہ کہ جناب منجھلے حضرت بروز نکاح وہاں موجود نہ تھے صدہا کوس کے فاصلے پر ملک بنگال میں تھے یہاں انکی طرف سے نیابتہً بڑے حضرت نے ایجاب قبول کیا اور جیسیکہ نجاشی بادشاہ حبش نے اُم المؤمنین حضرت میمونہ رضہ کا نکاح ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کر کے انکو مدینہ منورہ کو بھیجدیا تھا اسیطرح پر بڑے حضرت نے اس نکاح کو انجام دیکر اس بی بی کو کشتی پر سوار کرا کے مع چند ہمراہیان معتمد اور محرم کے منجھلے حضرت کے پاس ملک بنگالہ کو روانہ کردیا॥

انہیں دنوں میں جب چرچا عمل بالحدیث اور آمین بالجہر اور رفع یدین کا اس شہر میں برکت بڑے حضرت کے شروع ہوا تو فرقہ مقلدین شہر پٹنہ نے مولوی محمد فصیح صاحب غازی پوری کو خط بھیکر واسطے مقابلہ اور مباحثہ اہل حدیث کے بلایا اور اُنسے وعدہ کیا کہ اگر تم بحث اور گفتگو میں اہل حدیث کو مغلوب کردوگے تو دو ہزار روپیہ ہم تمکو دینگے۔ مولوی محمد فصیح حسب الطلب اہل شہر کے تشریف لائے اور مولوی منور علی صاحب ایک بڑے عالم اور رئیس اعظم پٹنہ کے مکان پر فروکش ہوئے۔ مولوی منور علی صاحب اور نیز شمس العلماء مولوی محمد سعید صاحب نے مولوی محمد فصیح صاحب کو اس بحث مباحثہ سے منع کیا مگر انہوں نے نمانا۔ آخر بحث کے واسطے ایک روز مقرر ہوا اُسدن بڑے حضرت نے مولوی محمد فصیح اور اُنکے ہمراہیوں کی دعوت کی اور بہت سے علماء اور فضلا اور خاص و عام شہر کے بھی جمع ہوئے۔ جب مولوی محمد فصیح صاحب بڑے حضرت کے مکان میں پہنچے تو بڑے حضرت نے اس خیال سے کہ مجلس عام میں گفتگو ہونے سے انسان حق کے قبول کرنے سے شرم کرتا ہے اور خواہ مخواہ ہٹ کرتا رہتا ہے۔ مولوی محمد فصیح صاحب کو ایک علیحدہ کمرے میں لیجا کر بڑے حضرت نے بحاضری چند خاص لوگوں کے اُن سے فرمایا کہ میں حنفی المذہب ہوں اور یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ اگر کوئی حنفی کسی حدیث صریح غیر منسوخ کو دیکھکر خلاف مذہب امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اُسپر عمل کرے تو وہ مذہب حنفی سے خارج نہیں ہوتا بمجوائے قول امام علیہ الرحمۃ۔ اُترکوا قولی بخبر الرسول (یعنی میرے قول کو حدیث رسول اللہ کے مقابلہ میں ترک کردو) یہ رفع یدین اور آمین بالجہر سنت ہیں اور انکا سنت ہونا بعض حنفیہ کے نزدیک بھی ثابت ہے۔ جب یہانتک بڑے حضرت فرماچکے تو مولوی محمد فصیح صاحب نے فرمایا کہ انکا سنت ہونا عند بعض الحنفیہ ثابت کرائیے